باب اوّل
قرآنِ مجید و حدیث نبوی ﷺ

تعارف قرآن مجید
قرآنِ مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال 1: جمع و تدوین قرآن مجید کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: **قرآن مجید کا تعارف**

قرآن حکیم کا معانی و مفہوم:

لفظ قرآن ”قراۃ“ سے بنا ہے جس کا معنی پڑھنا اور جمع کرنا ہے۔ چونکہ قرآن مجید بار بار پڑھا جاتا ہے اس لیے اسے قرآن کہتے ہیں۔ اصطلاحاً قرآن مجید سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ آخری الہامی کتاب جو اُس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ پر عربی زبان میں وحی کے ذریعے تھوڑا تھوڑا کر کے کم و بیش ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمائی۔

قرآن اور لغت عرب:

قرآن مجید اہل عرب میں نازل ہوا۔ نزول قرآن کے وقت اہل عرب کی زبان عربی تھی جو بڑی فصیح تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بھی عربی زبان میں نازل فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰ نًا عَرَبِيًّا

”بے شک ہم نے اس کتاب کو قرآن کی صورت میں بزبان عربی نازل کیا“ (یوسف:۲)

ہدایت کا دائمی ذریعہ:

خیر و شر میں فرق کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضمیر کی آواز عطا فرمائی اس کے علاوہ انسان کی کامل رہنمائی کے لیے انبیاء اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ قرآن مجید انسان کے لیے اس سلسلۂ ہدایت کا کامل اور دائمی ذریعہ ہے جو قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔

آخری نبی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ اور کتاب ہدایت:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے نازل ہونے والی آخری کتاب ہے جو اس کے آخری نبی حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ پر نازل ہوئی۔

قرآن کی صفت مصدّق:

قرآن مجید پہلی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق اور توثیق کرنے والی کتاب ہے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

”اُس نے اے نبی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے“ (آل عمران:۳)

قرآن کی صفت مھیمن:

”مھیمن“ کا مطلب ہے محافظ و نگہبان:

قرآن مجید پچھلی کتابوں کے لیے مھیمن ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پچھلی کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے انھیں قرآن نے اپنے اندر از سرِ نو بیان کر کے محفوظ کر لیا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّ قًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

”اور تمھاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ و نگہبان ہے۔“ (المائدہ:۴۸)

جامعیت قرآن:
قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی کا خزینہ ہے۔ اس میں وہ تمام باتیں وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے اور جن کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

کامل رہنمائی:
قرآن مجید میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق کامل رہنمائی موجود ہے چاہے انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، معاشی زندگی ہو یا معاشرتی، اقتصادی زندگی ہو یا سیاسی، قومی معاملات ہوں یا بین الاقوامی۔ اسی طرح خیر وشر، حلال وحرام اور اخلاق وآداب ہر حوالے سے اس میں کامل اور تاابد رہنمائی موجود ہے۔

محفوظ ترین کتاب:
اس سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی کتابیں آج محفوظ نہیں ہیں مگر قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جو آج بھی حرف بحرف اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی اور اس حقیقت کو دشمنان اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں۔

حفاظت کی ذمہ داری:
قرآن مجید واحد آسمانی کتاب ہے جسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود اس میں ایک زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں آئی اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

"بلاشبہ یہ ذکر (قرآن) ہم نے نازل کیا اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔" (الحجر:۹)

پہلی وحی:
قرآن مجید کی پہلی وحی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل ہے جو کہ غار حرا میں ۱۷ رمضان المبارک ۴۱ عام الفیل میں نازل ہوئی۔

آخری وحی:
قرآن مجید کی نازل ہونے والی آخری وحی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ ہے جو کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی۔
قرآن مجید کی مدت نزول تقریباً ۲۳ سال ہے۔ نزول قرآن مجید ۲ ادوار پر مشتمل ہے۔

مکی دور نزول:
اعلان نبوت سے لے کر ہجرت مدینہ تک کا عرصہ مکی دور کہلاتا ہے جو کہ ۱۲ سال ۵ ماہ اور ۱۳ دن (تقریباً ۱۳ سالوں) پر مشتمل ہے۔ اس دور میں ۸۶ سورتیں نازل ہوئیں۔

مدنی دور نزول:
ہجرت مدینہ سے وصال نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ تک کا زمانہ مدنی دور نزول کہلاتا ہے جو کہ ۹ سال ۹ ماہ اور ۹ دن (تقریباً ۱۰ سالوں) پر مشتمل ہے۔ اس دور میں ۲۸ سورتیں نازل ہوئیں۔

سورتیں:
قرآن حکیم کی سورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ سب سے بڑی سورت "البقرہ" ہے اور سب سے چھوٹی سورت "الکوثر" ہے۔

منازل:
قرآن مجید کو سات دنوں میں پڑھنے کے لئے علماء نے اس کے سات حصے کئے ہیں جن کو منازل کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد ۷ ہے۔

پارے:
اگر کوئی قرآن مجید کو ۳۰ دنوں میں پڑھنا چاہے تو علماء نے اس کے ۳۰ حصے کئے ہیں جن کو پارے کہتے ہیں۔

رکوع:
قرآن مجید کے رکوعات کی تعداد ۵۵۸ ہے۔

سجدے:
قرآن مجید کے وہ مقامات جن کی تلاوت کرنے اور سننے پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ان کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ یہ سجدے ۱۴ ہیں۔

ترتیبِ نزولی:

جس ترتیب سے قرآن مجید نازل ہوا اس کو ترتیبِ نزولی کہتے ہیں۔

ترتیبِ توقیفی:

قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب کو ترتیب توقیفی کہا جاتا ہے۔ جس میں پہلی سورۃ، سورۃ الفاتحہ اور آخری سورۃ، سورۃ الناس ہے۔

حاصل کلام:

قرآن کریم وہ سرچشمۂ ہدایت ہے جو پچھلے چودہ سو سال سے انسانیت کی رہنمائی کر رہا ہے اور رہتی دنیا تک رہنمائی کرتا رہے گا چونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

سوال2: عہدِ رسالت میں جمع و تدوینِ قرآن مجید پر نوٹ لکھیں۔

جواب: **عہدِ رسالت میں جمع و تدوینِ قرآن مجید**

آیات کا نزول:

قرآن پاک نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ پر ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا، بلکہ تئیس(23) سال کی مدت میں آہستہ آہستہ حالات کی ضرورت کے مطابق نازل ہوتا رہا۔ زیادہ تر تین سے دس آیات نازل ہوتیں جب کوئی آیت نازل ہوتی تو حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کاتبانِ وحی سے فرمادیتے کہ اس آیت کو فلاں سورت کے شروع یا آخر میں لگانا ہے۔

حفاظت قرآن کے ذرائع:

نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے زمانے میں قرآن تحریری صورت میں مختلف صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے پاس موجود تھا۔ یہ تحریر پتھر کی سلوں، کھجور کے پتوں، لکڑی اور چمڑے پر ہوتی تھی اور اونٹ کے شانے کی ہڈیوں پر جو خاص طور پر اس مقصد کے لیے تیار کی جاتی تھی۔

مسجد نبوی میں مقام:

مسجد نبوی میں ایک مقام متعین تھا، جہاں وہ قرآنی آیات رکھ دی جاتیں، صحابہ کرام اسے یاد کرتے اور مختلف نمازوں میں پڑھتے۔

حفظِ قرآن:

جوں جوں قرآن نازل ہوتا رہا، لکھا جاتا رہا اور حفظ بھی ہوتا گیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی حیات مبارکہ میں قرآن پاک مکمل طور پر بے شمار صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور صحابیات رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حفظ ہو چکا تھا۔

قرآن کی ترتیب:

قرآن کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے یعنی وہ ترتیب جو اللہ کے حکم سے نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے لگائی۔

آیات اور سورتوں کا درج کرنا:

جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کاتبانِ وحی سے فرمادیتے کہ" اس سورت کو فلاں سورت کے شروع یا آخر میں درج کر دو" اور جب آیات نازل ہوتیں تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ فرمادیتے کہ" ان کو فلاں فلاں سورت میں درج کر دو۔"

سماعت قرآن:

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے دو مرتبہ رمضان میں سارا قرآن صحابہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ کو سنایا۔ نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ ہر سال رمضان کے مہینے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ حیات مبارکہ کے آخری رمضان میں یہ دور دو دفعہ کیا گیا۔ گویا جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت قرآن کتابت اور حفظ، دونوں اعتبار سے محفوظ ہو چکا تھا۔

کاتبینِ وحی:

مشہور کاتبین وحی میں سے خلفائے راشدین کے علاوہ حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت ابودردا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت خالد بن سعید رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت عبداللہ بن سعد رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت حنظلہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ شامل ہیں۔

سوال3: عہدِ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں جمع وتدوینِ قرآن مجید کے احوال بیان کریں۔

جواب: **عہدِ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں جمع وتدوینِ قرآن مجید**

دورِ صدیقی اور حفاظت قرآن:

تدوینِ قرآن:

حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن پاک ایک کتاب کی شکل میں نہ تھا۔ بلکہ مختلف چیزوں میں لکھا ہوا موجود تھا۔ اسے ایک کتاب کی شکل میں مدون کرنے کی ضرورت حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں پیدا ہوئی۔

جنگِ یمامہ:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت میں مسلمانوں کی جنگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوئی اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا گیا۔ اس جنگ میں تقریباً سترہ سو جید عالم صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ شہید ہوئے جن میں ستر حفاظ بھی شامل تھے۔

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مشورہ:

اس وقت تک قرآن مجید زیادہ انسانی سینوں میں محفوظ تھا۔ اس سے تشویش پیدا ہوئی کہ اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس بات کے پیش نظر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مشورہ دیا کہ "قرآن کو ایک جگہ پر مدون کیا جائے۔" اور عرض کیا "یاامیر المومنین! قبل اس کے کہ یہ امت کتاب اللہ کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کا شکار ہو آپ ان کا علاج کریں" حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اصرار پر تدوین قرآن کی حکمت حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذہن میں آگئی۔

مجلس کا قیام:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قیادت میں ایک مجلس تشکیل دی۔ اس مجلس نے بڑی محنت سے تدوین قرآن کا کام سرانجام دیا۔ قرآن پاک کا یہ نسخہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نگرانی میں رکھا گیا۔ حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں۔ "خدا کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کا کہا جاتا تو وہ مجھ پر اس قدر گراں نہ گزرتا، جتنا قرآن پاک کو جمع کرنے کا معاملہ ہے۔" (صحیح بخاری)

حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قیادت میں ایک مجلس بنادی گئی اور انہوں نے بڑی محنت اور کاوش سے تدوین قرآن کا کام کیا۔

طریقہ کار:

مدینہ میں اعلان کر دیا گیا کہ جس کے پاس بھی لکھا ہوا قرآن موجود ہو وہ لا کر حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیش کرے۔ کسی آیت کو لکھنے سے پہلے نوشتوں سے تصدیق کر لی جاتی اور دو صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گواہیاں لی جاتیں کہ انہوں نے حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کو اسی مقام پر تلاوت کرتے ہوئے سنا تھا۔ قرآن کا یہ نسخہ مصحف صدیقی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام سے موسوم ہوا۔

دورِ عثمانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حفاظتِ قرآن

رسم الخط میں اختلاف:

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہد میں اسلامی ریاست کی حدود دور دور تک پھیل گئیں۔ ایک صحابی حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی جگہ پر کفار سے جنگ لڑ رہے تھے۔ وہاں انہوں نے عجمیوں کو بڑے عجیب وغریب طریقے سے تلاوتِ قرآن کرتے سنا۔ قرآن کی قرأت میں اختلاف دیکھ کر حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گھبرائے ہوئے خلیفہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچے اور سارا معاملہ بتایا۔

مجلس کا قیام:

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سعید بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت عبدالرحمن بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر مشتمل کمیٹی بنائی۔ انہوں نے قریش کے رسم الخط پر سات نسخے تیار کر کے تمام صوبوں میں بھیج دیئے اور ایک نسخہ مدینہ میں رکھ لیا اور باقی تمام رسم الخط کے نسخے ضائع کر دیئے۔

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ...جامع القرآن:

چنانچہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مدون کئے ہوئے نسخے کو منگوایا گیا اور اس کی مختلف نقول تیار کروا کے مختلف صوبوں میں بھجوا دی گئیں اور تمام نسخے واپس منگوا لئے گئے۔ اسی لئے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جامع القرآن (یعنی امت کو ایک قرآن پر جمع کرنے والا) کہتے ہیں۔

محفوظ نسخہ:

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تیار کردہ نسخوں میں سے آج بھی ایک نسخہ استنبول (ترکی) اور دوسرا تاشقند (ازبکستان) میں محفوظ ہے۔

مختصر سوالات

سوال 1: قرآن مجید کا مختصر تعارف قلم بند کریں۔

جواب:

قرآن مجید کا تعارف

لفظ قرآن "قِرَاءَۃٌ" سے ہے جس کے معنیٰ پڑھنے کے ہیں، چوں کہ قرآنِ مجید ایسی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید اللہ تعالٰی کی آخری کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ پر نازل فرمائی۔ یہ اللہ تعالٰی کا کلام ہے جو اللہ تعالٰی کے مقرّب فرشتے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ذریعے سے نازل ہوا۔ قرآنِ مجید کو اللہ تعالٰی نے تقریباً تیئس (23) سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ حالات و واقعات اور ضرورت کے مطابق نازل فرمایا۔ یہ کتاب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ قرآنِ مجید کا معجزہ ہے کہ اسے پڑھنے والا اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اسے ہر لحہ نئی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

سوال 2: قرآن مجید ایک عالم گیر کتاب ہے وضاحت کریں۔

جواب:

قرآن مجید کی عالمگیریت

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ اللہ تعالٰی کے آخری نبی ہیں اور آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوع انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

سوال 3: قرآن مجید کے قیامت تک کے لیے محفوظ ہونے کی وجہ بیان کریں۔

جواب:

محفوظ ترین کتاب

قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی۔ قرآنِ مجید قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے، چناں چہ اللہ تعالٰی نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

(سُوْرَۃُ الْحِجر: 9)

سوال 4: قرآن مجید کا اعجاز تحریر کریں۔

جواب:

قرآن مجید کا اعجاز

قرآنِ مجید کی حقّانیت کی یہ دلیل ہے کہ اس کا ایک ایک حرف چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی محفوظ ہے۔ قرآنِ مجید کے الفاظ کی طرح اس میں بیان کی گئی معلومات بھی قرآنِ مجید کے اعجاز کی دلیل ہیں۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے۔

سوال 5: عہدِ رسالت میں تدوینِ قرآن مجید کی وضاحت کریں۔

جواب:

عہدِ رسالت میں تدوینِ قرآن مجید

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں ہی اکثر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ قرآنِ مجید کے نزول کے فوراً بعد قرآنی آیات کو لکھوانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ ہی میں مکمل قرآنِ مجید لکھا جا چکا تھا۔ عہدِ رسالت ہی میں قرآنِ مجید عموماً پتھر کی ان سِلوں، چمڑے، کھجور کی چھال اور اونٹ کے شانے کی ایسی ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا جو خاص اسی مقصد کے لیے تیار کی جاتی تھیں۔ یوں قرآنِ مجید عہدِ نبوی ہی میں مکمل حفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف جگہوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔

سوال 6: حضرت عثمان نے سب مسلمانوں کو ایک قرآت پر کس طرح متحد کیا؟

جواب:

جامع القرآن

حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مدون کئے ہوئے نسخے کو منگوایا گیا اور اس کی مختلف نقول تیار کروا کے مختلف صوبوں میں بھجوا دی گئیں اور تمام نسخے واپس منگوا لئے گئے۔ اسی لئے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جامع القرآن (یعنی امت کو ایک قرآن پر جمع کرنے والا) کہتے ہیں۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ لفظ قرآن کا معنیٰ ہے:

(A) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب (B) صبح کے وقت پڑھی جانے والی کتاب
(C) محفوظ کتاب (D) آخری کتاب

2۔ تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(A) حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (B) حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
(C) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (D) حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

3۔ کس جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ کرام کثیر تعداد میں شہید ہوئے؟

(A) جنگِ یمامہ (B) جنگِ یرموک (C) جنگِ قادسیہ (D) جنگِ جمل

4۔ حکومتی سرپرستی میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے لیے سربراہ مقرر کیے گئے:

(A) حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (B) حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
(C) حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (D) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

5۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں جمع کیا جانے والا قرآنِ مجید کا نسخہ کن کے پاس موجود تھا؟

(A) حضرت عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (B) حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا
(C) حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (D) حضرت اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

6۔ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے:

(A) قرآن مجید (B) انجیل (C) تورات (D) زبور

7۔ قرآن مجید کتنے عرصے میں نازل ہوا؟

(A) 20 سال (B) 21 سال (C) 22 سال (D) 23 سال

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5	6	7
A	B	A	A	B	A	D

مشقی سوالات

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) لفظ قرآن کا معنیٰ ہے:

(A) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب (B) صبح کے وقت پڑھی جانے والی کتاب
(C) محفوظ کتاب (D) آخری کتاب

(ii) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(A) حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (B) حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
(C) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (D) حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

(iii) کس جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ کرام کثیر تعداد میں شہید ہوئے؟

(A) جنگِ یمامہ (B) جنگِ یرموک (C) جنگِ قادسیہ (D) جنگِ جمل

(iv) حکومتی سرپرستی میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے لیے سربراہ مقرر کیے گئے:

(A) حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ (B) حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ
(C) حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ (D) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ

(v) حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں جمع کیا جانے والا قرآنِ مجید کا نسخہ کن کے پاس موجود تھا؟

(A) حضرت عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا (B) حضرت حفصہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا
(C) حضرت اُمّ سَلَمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہَا (D) حضرت اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
A	B	A	A	B

2. مختصر جواب دیں:

سوال1: قرآنِ مجید کا مختصر تعارف قلم بند کریں۔

جواب:

قرآن مجید کا تعارف

لفظ قرآن "قِرَاءَۃٌ" سے ہے جس کے معنیٰ پڑھنے کے ہیں، چوں کہ قرآنِ مجید ایسی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید اللہ تعالٰی کی آخری کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ پر نازل فرمائی۔ یہ اللہ تعالٰی کا کلام ہے جو اللہ تعالٰی کے مقرّب فرشتے حضرت جبریل عَلَيْہِ السَّلَامْ کے ذریعے سے نازل ہوا۔ قرآنِ مجید کو اللہ تعالٰی نے تقریباً تیئس (23) سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ حالات و واقعات اور ضرورت کے مطابق نازل فرمایا۔ یہ کتاب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ قرآنِ مجید کا معجزہ ہے کہ اسے پڑھنے والا اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اسے ہر لمحہ نئی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

سوال2: قرآنِ مجید ایک عالم گیر کتاب ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب:

قرآن مجید کی عالمگیریت

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ اللہ تعالٰی کے آخری نبی ہیں اور آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوعِ انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

سوال3: حضرت عثمان نے سب مسلمانوں کو ایک قرآت پر کس طرح متحد کیا؟

جواب:

جامع القرآن

حضرت ابو بکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے مدون کئے ہوئے نسخے کو منگوایا گیا اور اس کی مختلف نقول تیار کروا کے مختلف صوبوں میں بھجوادی گئیں اور تمام نسخے واپس منگوا لئے گئے۔ اسی لئے حضرت عثمان رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو جامع القرآن (یعنی امت کو ایک قرآن پر جمع کرنے والا) کہتے ہیں۔

3. تفصیلی جواب دیں:

سوال1: جمع تدوینِ قرآنِ مجید کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوالات نمبر 1

سرگرمیاں:

- جمع و تدوینِ قرآن مجید کے مختلف مراحل کو چارٹ پر لکھ کر کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔
- کمرہ جماعت میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کے مختلف مراحل کے بنیادی نکات کے بارے میں گروپ کی صورت میں کام کروائیں۔

حفاظت و تدوینِ حدیث: دورِ اوّل

عہدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ، عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال 1: حدیث کے معنی بیان کریں۔ حدیث پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔

جواب:

حدیث کا معنی و مفہوم

حدیث کا لغوی معنیٰ:

عربی زبان میں لفظ "حدیث" وہی مفہوم رکھتا ہے۔ جو ہم "اردو میں گفتگو کلام یا بات" سے مراد لیتے ہیں۔

حدیث کا اصطلاحی مفہوم:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حیات طیبہ حقیقت میں قرآن مجید کی قولی اور عملی تفسیر و تشریح ہے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے انہی اقوال، اعمال اور احوال کا نام حدیث ہے۔

حدیث کی اقسام

حدیث مبارکہ کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

حدیث قولی:

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ گفتگو اور بات کے ذریعے سے پیام الٰہی کو لوگوں تک پہنچاتے، اپنی تقریر اور بیان سے کتاب اللہ کی شرح کرتے اسے حدیث قولی کہا جاتا ہے۔

حدیث فعلی:

وہ کام جو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود کیا اور اپنی امت کو اس پر عمل کر کے اس کو دکھلایا۔ اسے حدیث فعلی کہا جاتا ہے۔

حدیث تقریری:

جو کام آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے سامنے ہوتے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اُن کو دیکھ کر یا سن کر خاموش رہتے تو اسے بھی دین کا حصہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ اگر وہ امور منشاء دین کے منافی ہوتے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یقیناً ان کی اصلاح کرتے یا منع فرماتے۔ اس کو حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

حدیث قدسی:

جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو اس کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔

حدیث کی دینی حیثیت

حدیث کا دین میں کیا درجہ ہے؟ اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی درج ذیل حیثیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جس کو قرآن پاک نے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

اسوۂ حسنہ:

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ذات میں ہر مومن کے لئے اسوہ حسنہ موجود ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت کی رہنمائی کی۔ اللہ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَا نَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ (کی ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"

(الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

اتباعِ رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ:

آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اتباع ہم سب پر فرض ہے۔اللہ نے کئی مقامات پر اتباع رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَكَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ

ترجمہ: ”سو تم اللہ اور اس کے نبی اُمّی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اس کے سارے کلاموں پر ایمان رکھتا ہے۔ تم انہی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاسکو۔“

(الاعراف،۷: ۱۵۸)

احکاماتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ:

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرنا اور جس سے منع فرمائیں۔ اس سے رکنا ضروری ہے۔اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

ترجمہ: ”اور جو کچھ رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تمہیں دیں سو اسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے رک جایا کرو۔“

(الحشر،۵۹: ۷)

اطاعتِ رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کو ماننا مومنوں پر فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کیا کرو۔“(محمد،۴۷: ۳۳)

ہدایت کا راستہ:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرنے سے ہدایت اور سیدھی راہ نصیب ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَهْتَدُوْا ؕ

ترجمہ: ”اور اگر تم اس (رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کروگے تو ہدایت پا جاؤ گے۔“

(النور،۲۴: ۵۴)

حدیث، قرآن کی تفصیل:

حدیث یا سنت قرآن مجید کی تفصیل ہے۔ اور حقیقت میں انبیاء کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد اللہ کے احکامات کی تشریح بھی تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں کے لیے وہ احکام خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں۔“

(النحل،۱۶: ۴۴)

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر بات وحی الٰہی:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ہر قول اور عمل اللہ کی منشاء کے مطابق ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

ترجمہ: ”اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے، ان کا کلام تو صرف وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔“ (النجم،۵۳: ۳-۴)

حاصل کلام:

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جس قدر اُمت کو ہدایات فرمائیں، اُن کی حیثیت ایک قانون جیسی ہے۔ آپ کا حکم حقیقت میں اللہ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبی خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال2: جمع وتدوینِ حدیث پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب:

جمع وتدوینِ حدیث

حدیث کا مفہوم:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی گفت گو اور عمل کو حدیث کہا جاتا ہے، آپ کے فرمان کو حدیث قولی اور عمل کو حدیثِ فعلی کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیثِ تقریری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو اس کو حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے۔

تدوینِ حدیث:

تدوین حدیث سے مراد احادیثِ مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا ہے۔

تدوینِ حدیث کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جمع وتدوینِ حدیث عہدِ رسالت خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں:

احادیثِ مبارکہ قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور اتباع کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم ارشاد فرمایا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ معلم انسانیت بن کر تشریف لائے ہیں اور معاملاتِ زندگی میں احادیثِ مبارکہ کے بغیر ایک مسلمان کا گزارا ممکن نہیں ہے۔ احادیثِ مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور قیامت تک ان سے راہ نمائی لی جاتی رہے گی۔ اسی لیے دورِ رسالت اور دورِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں اس کی حفاظت پر بھرپور زور دیا گیا اور احادیث مبارکہ کو باقاعدہ مدوّن کر دیا گیا۔

احکام وہدایات کو قلم بند کروانا:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین کا آغاز عہدِ رسالت ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ حدیث کی جمع و تدوین میں خود نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سرپرستی اور رضامندی رہی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی بات کو سنا جائے، ذہن نشین کیا جائے اور محفوظ کر لیا جائے، اسی وجہ سے آپ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ٹھہر ٹھہر کر گفت فرماتے تاکہ سامنے والا اسے اچھی طرح سمجھ لے اور یاد کر لے۔ بعض اوقات آپ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تین مرتبہ اپنی بات دہراتے تاکہ مخاطب کے ذہن میں بیٹھ جائے۔

حدیث کی حفاظت کرنے والے کو دُعا:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حدیث کی حفاظت کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا بھی دیتے تھے کہ:

"اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔" (سنن ابی داؤد: 3660)

صحابہ کرام کا طرزِ عمل:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ کو حفظ تحریر اور روایت کرنے کا باقاعدہ اہتمام فرماتے تھے۔

احادیثِ مبارکہ کو جمع کرنے کے ذرائع:

دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس احادیثِ مبارکہ کو محفوظ کرنے کے تین بڑے ذرائع تھے۔ جن میں:

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا احادیث مبارکہ کو حفظ کرنا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا احادیث مبارکہ کو لکھ لینا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا احادیثِ مبارکہ کے مطابق عمل کرنا شامل ہے۔

صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی:

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی حوصلہ افزائی کہ وہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے فرامین کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریری صورت میں محفوظ کریں۔

احادیث، نبویہ کی کتابی شکل:

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہی میں احادیثِ نبویہ کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بڑی تعداد نے اس عمل کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔

عہدِ رسالت میں احادیث مبارکہ کی کتابت:

عہدِ رسالت میں احادیث مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی متعدد شہادتیں درج ذیل ہیں:

- دورِ رسالت میں جو دعوت نامے اور خطوط نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں بعض تحریری شکل میں آج بھی مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انھیں صدقہ اور وراثت کے متعلق احکامات لکھوا کر دیے۔
- اسی طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مختلف علاقوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی راہ نمائی کے لیے زکوٰت کے تفصیلی احکامات لکھوا کر دیے تھے۔

یہ احکام باقاعدہ تحریری شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس موجود تھے۔

صحیفہ صادقہ:

بعض صحابہ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس احادیثِ نبویہ کے ذاتی نسخے موجود تھے۔ صحیفہ صادقہ دورِ رسالت ہی کا مجموعہ احادیث تھا، جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتّب کردہ تھا۔

صحیفہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیفہ بھی تھا جو انہوں نے نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے سن کر مرتب کیا تھا۔ جس میں بہت سے احکام و مسائل درج تھے۔

صحیفہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اس سلسلے میں سب سی بڑی اہمیت صحیفہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو حضرت ابوہریرہ سے ان کے عزیز شاگرد ہمام بن منبہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسود رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس بھی احادیثِ مبارکہ کے تحریری نسخے موجود تھے۔

تابعین کا دور:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بعد تابعین کے دور میں احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین نے ایک منظم تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ تابعین نے اس دور میں کئی کتبِ احادیث مُرتّب کیں جو بعد کے ادوار میں باقاعدہ ماخذ اور مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں احادیث نبویہ کی جمع و تدوین کے حوالے سے یہ تمام کوششیں ذاتی نوعیت کی تھیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور:

سرکاری سطح پر جمع و تدوین حدیث کا سلسلہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شروع ہوا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ معتبر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے دنیا خالی ہو رہی ہے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ ان حفاظ کہیں علوم حدیث نہ اُٹھ جائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام ممالک کے علما کے نام فرمان بھیجا کہ حدیث نبی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو تلاش کر کے جمع کر لیا جائے۔

صحاحِ ستہ:

جمع و تدوینِ حدیث کی تحریک کو اوجِ کمال تک پہنچانے کا اعزاز امام مالک اور صحاح ستہ کے مؤلفین کے سر ہے۔ احادیث کی کتب کے نام درج ذیل ہیں:

- مؤطا امام مالک

- صحیح بخاری (امام ابو عبداللہ محمد ابن اسماعیل بخاری)
- صحیح مسلم (امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری)
- جامع ترمذی (امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی)
- سنن ابی داود (امام ابو داوٗد سلیمان بن اشعث)
- سنن نسائی (امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی)
- سنن ابنِ ماجہ (امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ)

اسی دور کی یادگار ہیں یہ احادیثِ کہ کے مستند مجموعے ہیں۔

حاصلِ کلام:

حدیثِ نبوی کی جمع و تدوین کے ذرائع میں حفظ اور کتابت کے بعد تیسرا ذریعہ سنّتِ نبویہ کا عملی طور پر جاری رہنا ہے جس کا حکم قرآنِ مجید میں موجود ہے پوری امّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد احادیثِ مبارکہ ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔

جمع و تدوینِ حدیثِ کی پوری تاریخ پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے ساتھ حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کے بھی خصوصی اسباب مہیّا فرمائے ہیں تاکہ قیامت تک اہلِ ایمان اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: حدیث کے معنٰی و مفہوم بیان کریں۔

جواب:

حدیث کے معنی و مفہوم

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی گفت گو اور عمل کو حدیث کہا جاتا ہے، آپ کے فرمان کو حدیث قولی اور عمل کو حدیثِ فعلی کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیثِ تقریری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو اس کو حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے۔

سوال 2: تدوینِ حدیث سے کیا مراد ہے؟

جواب:

تدوینِ حدیث

تدوین کے معنی ہے جمع کرنا یا اکٹھا کرنا اس طرح تدوین حدیث سے مراد احادیثِ مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا ہے۔

سوال 3: دورِ نبوی میں حفاظتِ حدیث کے دو ذرائع لکھیں۔

جواب:

حدیث کے ذرائع

دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس حدیث مبارکہ کو محفوظ کرنے کے تین بڑے ذرائع تھے۔ جن میں:

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احادیث مبارکہ کو حفظ کرنا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احادیث مبارکہ کو لکھ لینا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احادیثِ مبارکہ کے مطابق عمل کرنا شامل ہے۔

سوال 4: صحیفۂ صادقہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

صحیفۂ صادقہ

بعض صحابہ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیث نبویہ کے ذاتی نسخے موجود تھے۔ صحیفہ صادقہ دورِ رسالت ہی کا مجموعہ احادیث تھا، جو حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتّب کردہ تھا۔

سوال5: صحاح ستہ میں سے دو کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: **صحاح ستہ کی دو کتب**

صحاح ستہ کی دو کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

- صحیح بخاری
- صحیح مسلم

سوال6: حدیث قولی سے کیا مراد ہے؟

جواب: **حدیثِ قولی**

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ گفتگو اور بات کے ذریعے سے پیام الٰہی کو لوگوں تک پہنچاتے، اپنی تقریر اور بیان سے کتاب اللہ کی شرح کرتے اسے حدیث قولی کہا جاتا ہے۔

سوال7: حدیث فعلی سے کیا مراد ہے؟

جواب: **حدیثِ فعلی**

وہ کام جو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود کیا اور اپنی امت کو اس پر عمل کر کے اس کو دکھلایا۔ اسے حدیث فعلی کہا جاتا ہے۔

سوال8: حدیث تقریری سے کیا مراد ہے؟

جواب: **حدیثِ تقریری**

جو کام آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے سامنے ہوتے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اُن کو دیکھ کر یا سن کر خاموش رہتے تو اسے بھی دین کا حصہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ اگر وہ امور منشاء دین کے منافی ہوتے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یقیناً ان کی اصلاح کرتے یا منع فرماتے۔ اس کو حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

سوال9: حدیث قدسی سے کیا مراد ہے؟

جواب: **حدیثِ قدسی**

جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو اس کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔

سوال10: حدیث کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: **حدیثِ کی اقسام**

حدیث کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

- حدیثِ قولی
- حدیثِ فعلی
- حدیثِ تقریری
- حدیثِ قدسی

سوال11: عہدِ رسالت خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں جمع و تدوین حدیث پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: **عہدِ رسالت میں جمع و تدوین حدیث**

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین کا آغاز عہدِ رسالت ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ حدیث کی جمع و تدوین میں خود نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سرپرستی اور رضامندی رہی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی بات کو سنا جائے، ذہن نشین کیا جائے اور محفوظ کر لیا جائے، اسی وجہ سے آپ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ٹھہر ٹھہر کر گفت فرماتے تاکہ سامنے

والا اسے اچھی طرح سمجھ لے اور یاد کر لے۔ بعض اوقات آپ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تین مرتبہ اپنی بات دہراتے تاکہ مخاطب کے ذہن میں بیٹھ جائے۔

سوال12: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حدیث کی حفاظت کرنے والے کو کیا دُعا دی ہے؟

جواب: **حدیث کی حفاظت کرنے والے کو دُعا**

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ حدیث کی حفاظت کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا بھی دیتے تھے کہ:

"اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔" (سنن ابی داؤد:3660)

سوال13: عہدِ رسالت میں حدیثِ مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی شہادتیں بتائیں۔

جواب: **عہدِ رسالت میں حدیثِ مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی شہادتیں**

عہدِ رسالت میں احادیث مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی متعدد شہادتیں درج ذیل ہیں:

- دورِ رسالت میں جو دعوت نامے اور خطوط نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں بعض تحریری شکل میں آج بھی مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عَمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انھیں صدقہ اور وراثت کے متعلق احکامات لکھوا کر دیے۔
- اسی طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مختلف علاقوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی راہ نمائی کے لیے زکوٰت کے تفصیلی احکامات لکھوا کر دیے تھے۔

یہ احکام باقاعدہ تحریری شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس موجود تھے۔

سوال14: کن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیثِ مبارکہ کے تحریری نسخے تھے۔

جواب: **احادیثِ نبویہ کے تحریری نسخے**

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیث نبویہ کے تحریری نسخے موجود تھے جن میں:

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سوال15: احادیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا جمع و تدوین کا سلسلہ سرکاری طور پر کب شروع ہوا؟

جواب: **حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

سرکاری طور پر احادیثِ مبارکہ کا جمع و تدوین کا سلسلہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔

سوال16: صحاحِ ستّہ کے نام لکھیں۔

جواب: **صحاح ستّہ کے نام**

صحاح ستّہ کے نام درج ذیل ہیں:

- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- جامع ترمذی
- سنن ابی داؤد
- سنن نسائی
- سنن ابن ماجہ

سوال17: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کے متعلق قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت**

قرآن مجید میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰـكُـمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

ترجمہ: ”اور جو کچھ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تمہیں دیں سو اسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے رک جایا کرو۔“

(الحشر،۵۹:۷)

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے عمل کو کہا جاتا ہے:**

(A) حدیث فعلی (B) حدیثِ قولی (C) حدیثِ تقریری (D) حدیثِ قدسی

2۔ **حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:**

(A) تدوین حدیث (B) حفاظتِ حدیث (C) روایتِ حدیث (D) درایتِ حدیث

3۔ **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے حضرت وبن حزم رضی اللہ عنہ کو والی بنا کر بھیجا:**

(A) یمن کا (B) مصر کا (C) شام کا (D) حبشہ کا

4۔ **صحاح ستہ میں شامل ہیں:**

(A) دو کتابیں (B) چار کتابیں (C) چھ کتابیں (D) آٹھ کتابیں

5۔ **حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سطح پر انتظام فرمایا:**

(A) احادیث پر عمل کرنے کا (B) احادیث کی جمع و تدوین کا (C) احادیث کی شرح کا (D) احادیث کو حفظ کرنے کا

6۔ **آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے فرمان کو کہا جاتا ہے:**

(A) حدیث (B) حدیثِ قولی (C) حدیثِ فعلی (D) حدیثِ تقریری

7۔ **آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے عمل کو کہا جاتا ہے:**

(A) حدیث (B) حدیثِ قولی (C) حدیثِ فعلی (D) حدیثِ تقریری

8۔ **آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی عمل کیا ہو اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو کہتے ہیں:**

(A) حدیث (B) حدیثِ قولی (C) حدیثِ فعلی (D) حدیثِ تقریری

9۔ **جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے ہوں تو اس کو کہتے ہیں:**

(A) حدیثِ قدسی (B) حدیثِ قولی (C) حدیثِ فعلی (D) حدیثِ تقریری

10۔ **قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ہیں:**

(A) احادیثِ مبارکہ (B) تورات (C) زبور (D) انجیل

11۔ **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا ہے:**

(A) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے (B) اللہ تعالیٰ نے
(C) انبیاء کرام علیہ السلام (D) اساتذہ

12۔ **عبادات، معاملات اور احکامات میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:**

(A) اقوالِ صحابہ (B) آئین (C) احادیثِ مبارکہ (D) سنتِ نبوی

13۔ احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین کا آغاز ہو گیا تھا:

(A) عہدِ رسالت (B) خلفائے راشدین کے دور میں (C) تابعین کے دور میں (D) تبع تابعین کے دور میں

14۔ حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ اپنی بات دہراتے تھے:

(A) دو مرتبہ (B) تین مرتبہ (C) چار مرتبہ (D) پانچ مرتبہ

15۔ حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ کن کو دُعا دیتے تھے؟

(A) حدیث کی حفاظت کرنے والوں کو (B) حدیث کو یاد کرنے والوں کو

(C) حدیث پھیلانے والوں کو (D) حدیث بھول جانے والوں کو

16۔ احادیثِ مبارکہ کو محفوظ کرنے کے ذرائع تھے:

(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

17۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتب کردہ صحیفہ تھا:

(A) موطا (B) صحیفہ صادقہ (C) صحیفہ ابوہریرہ (D) صحیح مسلم

18۔ جمع و تدوین حدیث کی تحریک کو اوجِ کمال تک پہنچانے کا اعزاز ہے:

(A) حضرت ابوہریرہ کے نام (B) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے نام

(C) حضرت عبداللہ بن مسعود کے نام (D) حضرت امام مالک کے نام

19۔ موطا کے مؤلف ہیں:

(A) حضرت ابوہریرہ (B) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص

(C) حضرت عبداللہ بن مسعود (D) حضرت امام مالک

20۔ حدیثِ نبوی کی جمع و تدوین کے ذرائع میں حفظ اور کتابت کے بعد تیسرا ذریعہ ہے:

(A) سنتِ نبویہ (B) اساتذہ کرام (C) سینہ بہ سینہ (D) حکایات

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
A	A	D	C	B	B	C	A	A	A
20	19	18	17	16	15	14	13	12	11
A	D	D	B	B	A	B	A	C	B

مشقی سوالات

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ کے عمل کو کہا جاتا ہے:

(A) حدیث فعلی (B) حدیثِ قولی (C) حدیثِ تقریری (D) حدیثِ قدسی

(ii) حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:

(A) تدوین حدیث (B) حفاظتِ حدیث (C) روایتِ حدیث (D) درایتِ حدیث

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ نے حضرت وبن حزم رضی اللہ عنہ کو والی بنا کر بھیجا:

(A) یمن کا (B) مصر کا (C) شام کا (D) حبشہ کا

(iv) صحاح ستہ میں شامل ہیں:

(A) دو کتابیں (B) چار کتابیں (C) چھے کتابیں (D) آٹھ کتابیں

(v) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سطح پر انتظام فرمایا:

(A) احادیث پر عمل کرنے کا (B) احادیث کی جمع و تدوین کا (C) احادیث کی شرح کا (D) احادیث کو حفظ کرنے کا

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

1	2	3	4	5
A	A	A	C	B

.2 **مختصر جواب دیں:**

سوال1: حدیث کے معنٰی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: **حدیث کے معنی و مفہوم**

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی گفت گو اور عمل کو حدیث کہا جاتا ہے، آپ کے فرمان کو حدیث قولی اور عمل کو حدیثِ فعلی کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیثِ تقریری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو اس کو حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے۔

سوال2: دورِ نبوی میں حفاظتِ حدیث کے دو ذرائع لکھیں۔

جواب: **حدیث کے ذرائع**

دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس حدیث مبارکہ کو محفوظ کرنے کے تین بڑے ذرائع تھے۔ جن میں:

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احادیث مبارکہ کو حفظ کرنا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احادیث مبارکہ کو لکھ لینا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احادیثِ مبارکہ کے مطابق عمل کرنا شامل ہے۔

سوال3: صحاح ستہ میں سے دو کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: **صحاح ستہ کی دو کتب**

صحاح ستہ کی دو کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

- صحیح بخاری
- صحیح مسلم

.3 **تفصیلی جواب دیں:**

سوال1: جمع و تدوینِ حدیث پر نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوال نمبر2

سرگرمی برائے طلبہ:

- صحاح ستہ کے علاوہ احادیثِ نبویہ پر مشتمل دیگر کتب کی فہرست مرتب کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین و تبع تابعین کے ادوار میں حدیث کی جمع و تدوین کے طریق کار پر اظہارِ خیال کروایا جائے۔

احادیثِ نبویہ (خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

(تفصیلی سوالات)

سوال 1: **حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی ضرورت واہمیت تحریر کریں۔**

جواب: **حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی ضرورت واہمیت**

حدیث کا لغوی معنٰی:

عربی زبان میں لفظ "حدیث" وہی مفہوم رکھتا ہے۔ جو ہم "اردو میں گفتگو کلام یا بات" سے مراد لیتے ہیں۔

حدیث کا اصطلاحی مفہوم:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی حیات طیبہ حقیقت میں قرآن مجید کی قولی اور عملی تفسیر و تشریح ہے اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کے انہی اقوال، اعمال اور احوال کا نام حدیث ہے۔

حدیث کی اقسام

حدیث مبارکہ کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں :

حدیث قولی:

حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ گفتگو اور بات کے ذریعے سے پیامِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچاتے، اپنی تقریر اور بیان سے کتاب اللہ کی شرح کرتے اسے حدیث قولی کہا جاتا ہے۔

حدیث فعلی:

وہ کام جو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے خود کیا اور اپنی امت کو اس پر عمل کر کے اس کو دکھلایا۔ اسے حدیث فعلی کہا جاتا ہے۔

حدیث تقریری:

جو کام آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کے سامنے ہوتے اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ اُن کو دیکھ کر یا سن کر خاموش رہتے تو اسے بھی دین کا حصہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ اگر وہ امور منشاء دین کے منافی ہوتے تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ یقیناً ان کی اصلاح کرتے یا منع فرماتے۔ اس کو حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

حدیث کی دینی حیثیت

حدیث کا دین میں کیا درجہ ہے؟ اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی درج ذیل حیثیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جس کو قرآن پاک نے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

اسوۂ حسنہ:

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی ذات میں ہر مومن کے لئے اسوہ حسنہ موجود ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت کی رہنمائی کی۔ اللہ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌحَسَنَةٌ لِّمَنْ كَا نَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَوَذَكَرَاللهَ كَثِيْرًا

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ (کی ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"

(الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

اتباع رسول خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ:

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی اتباع ہم سب پر فرض ہے۔ اللہ نے کئی مقامات پر اتباع رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

فَاٰمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَكَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْهُ

ترجمہ: "سو تم اللہ اور اس کے نبی اُمّی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اس کے سارے کلاموں پر ایمان رکھتا ہے۔ تم انہی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا سکو۔"

(الاعراف، ۷: ۱۵۸)

احکاماتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ:

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرنا اور جس سے منع فرمائیں۔ اس سے رکنا ضروری ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰ تٰـكُمُ الـرَّسُـوْلُ فَـخُـذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰـكُـمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

ترجمہ: ”اور جو کچھ رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ تمہیں دیں سو اسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے رک جایا کرو۔“

(الحشر، ۵۹:۷)

اطاعتِ رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کے احکاماتِ کو ماننا مومنوں پر فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی اطاعت کیا کرو۔“

(محمد، ۴۷: ۳۳)

ہدایت کا راستہ:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی اطاعت کرنے سے ہدایت اور سیدھی راہ نصیب ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ

ترجمہ: ”اور اگر تم اس (رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔“

(النور، ۲۴: ۵۴)

حدیث، قرآن کی تفصیل:

حدیث یا سنت قرآن مجید کی تفصیل ہے۔ اور حقیقت میں انبیاء کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد اللہ کے احکامات کی تشریح بھی تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی طرف یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ لوگوں کے لیے وہ احکام خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں۔“

(النحل، ۱۶:۴۴)

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی:

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کا ہر قول اور عمل اللہ کی منشاء کے مطابق ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

ترجمہ: ”اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے، ان کا کلام تو صرف وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔“

(النجم، ۵۳:۳۔۴)

اطاعتِ رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی اہمیت:

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی اطاعت نہ کرنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کیا کرو اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔“

(محمد، ۴۷:۳۳)

اطاعتِ رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ سے انکار، دوزخ کا سبب:

اطاعتِ رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ سے منہ موڑنے والوں کو بروز قیامت دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا

ترجمہ: ”جس دن ان کے منہ آتشِ دوزخ میں الٹائے جائیں گے تو وہ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔“

(الاحزاب، ۳۳:۶۶)

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ:

جو مسلمان رسول خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرے گا اس کو نہ صرف اللہ کی محبت حاصل ہو گی بلکہ اسکے گناہوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ قرآن میں فرمایا گیا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: "آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتو ہو تو میری پیروی کرو، تب اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔"

(آل عمران، ۳:۳۱)

حدیث کی دینی حیثیت اور ارشادِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ

قرآن وسنت سے رہنمائی:

قرآن وسنت ہماری رہنمائی کا ذریعہ ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ حدیث نبوی ہے۔

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تک انہیں تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ وہ چیزیں قرآن اور میری سنت ہیں۔" (خطبہ حجتہ الوداع)

جنت میں داخلہ:

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

"میرا ہر امتی جنت میں جائے گا سوائے اس کے جو انکار کرے۔" عرض کیا گیا کہ انکار کرنے والا شخص کون ہو گا؟

فرمایا: "جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ انکار کرنے والا ہو گا۔"

ایمان کی حقیقت:

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ سے محبت کی پختگی کو قرار دیا گیا۔ نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

اطاعت رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ ۔ اطاعت الٰہی:

نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی اطاعت ہے ارشاد نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ ہے "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔"

حاصل کلام:

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے جس قدر امت کو ہدایات فرمائیں، ان کی حیثیت ایک قانون جیسی ہے۔
آپ کا حکم حقیقت میں اللہ کا حکم ہے۔ اللہ تعالٰی ہم سب کو سنت نبوی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سوال2: **منتخب احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔**

جواب:

منتخب احادیثِ مبارکہ

1۔ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔

ترجمہ: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

(مسند احمد:9153)

تشریح:

اخلاق خُلق کی جمع ہے جس کا مطلب ہے عادات اور اس سے مراد ایسی پختہ عادات ہیں جو انسان سے بغیر کسی تکلف اور تردُّد کے سرزد ہوں۔
مومنوں میں سب سے اعلیٰ درجہ اس مومن کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور لوگوں میں سے حسنِ اخلاق کی سب سے زیادہ مستحق بیوی ہوتی ہے۔ لہٰذا اچھے اخلاق کا حامل وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی سے اچھا اخلاقی برتاؤ کرتا ہو۔ لہٰذا ہماری جو عادات اچھی ہوں گی وہ اچھے اخلاق میں شمار ہوں گی۔ مثلاً سچ بولنا، مہمان نوازی کرنا، سخاوت اور ایثار کا مظاہرہ کرنا، رزق حلال کمانا، ایفائے عہد کرنا، عدل و احسان کرنا، دیانت داری کرنا یہ سب اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ اسی طرح جو عادات بُری ہوں گی وہ ہمارے بُرے اخلاق کی عکاسی کریں گی۔ مثلاً غیبت کرنا، بد دیانتی کرنا، تکبر کرنا، جھوٹ بولنا، رشوت اور بدعنوانی سے کام لینا اور دوسرے کے حقوق کا استحصال کرنا یہ سب بُرے اخلاق میں شامل ہے۔
حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہمارے حسنِ سلوک کی زیادہ حقدار بیویاں ہوتی ہیں اور آپ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ اُسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اُسے وہی لباس مہیا کرے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے یعنی اس کے چہرے پر نہ مارے اور نہ ہی اُسے بُرا

بھلا کہے۔ حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے دعوت حق کے دوران عام طور پر تمام عمر اور مکی زندگی میں خاص طور پر حسن خلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو زیر کیا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلق کو خلق عظیم کہا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

ترجمہ: "اے نبی خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ! بلاشبہ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں" (القلم:۴)

ایک مقام پر رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے فرمایا:

اَقْرَبُکُمْ مِنِّی مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحْسَنُکُمْ خُلُقًا

ترجمہ: "تم میں سے قیامت کے دن وہی مجلس میں میرے زیادہ قریب ہو گا جس کے اخلاق اچھے ہونگے۔"

(جامع ترمذی)

ایک مرتبہ پیارے نبی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ کھڑے ہو گئے تو عرض کیا گیا یہ تو یہودی کا جنازہ ہے؟ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے فرمایا کیا یہ انسانی جان نہیں ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر کسی یہود یہ عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر پیارے نبی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ کو پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا تو وہ گوشت بول پڑا کہ اس میں زہر ہے۔ پھر اس عورت کو بلایا گیا تو پوچھنے پر اُس نے کہا معاذ اللہ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے آئی تھی تو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس پر یعنی مجھے مارنے پر قادر نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں۔ تو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے فرمایا: نہیں اور اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا۔ ان واقعات کی روشنی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی جا رہی ہے تو جو مسلمان ہیں وہ ہمارے اچھے اخلاق اور حسنِ سلوک کے کتنے زیادہ حقدار ہوں گے۔

2۔ مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن ابی داود: 4943)

تشریح:

بچے معصوم اور برائی سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے سینے میں کسی قسم کا بغض و عناد نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ رحمت و شفقت کے مستحق ہوتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے بچوں کو آداب سکھانے چاہئیں اور اس معاملے میں ان سے نرمی اختیار کریں۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

"اور (اے حبیب مکرم) اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے ارد گرد سے منتشر ہو کر بھاگ جاتے۔"

(آل عمران: 159)

اس آیت میں آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ کا اپنی امت کے لیے نرم دل ہونا باعث رحمت ہے اور اسی نرمی سے لوگوں میں اسلام قبول کرنے کا شوق بڑھا اور وہ جنت کے حقدار ہوئے۔

ایک مرتبہ حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام بھیجا۔ راستے میں بچے کھیل رہے تھے۔ حضرت انس وہی کھڑے ہو گئے اور کام بھول گئے۔ چونکہ بچپن کی عمر تھی تو کافی دیر ہو گئی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ باہر آئے تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیل رہے تھے۔ حضرت انس عرض کرتے ہیں کہ حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا انس! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام بھیجا تھا۔ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ بس میں ابھی جاتا ہوں۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے کبھی کسی بچے اور عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا بلکہ معاف کر دیتے تھے۔

ایک روز رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ اپنے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار کر رہے تھے وہیں اقرع بن حابس تمیمی بھی موجود تھا یہ دیکھ کر اس نے عرض کی میرے دس بچے ہیں میں تو کسی کو اس طرح پیار نہیں کرتا حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے فرمایا مَنْ لَایَرْحَمْ لَایُرْحَمْ "جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا"

بچوں کو مناسب تعلیم و تربیت سے محروم رکھنا اُنھیں شفقت سے محروم کرنا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ آجکل بعض والدین ان کی تعلیم و تربیت کے بجائے اُنھیں چھوٹی عمر میں جسمانی مشقت کے کاموں میں لگا دیتے ہیں بعض لوگ بھیک مانگنے پر لگا دیتے ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ فِی الصِّغْرِ کَالنَّقْشِ فِیْ الْحَجَرِ

ترجمہ: "بچپن میں علم ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش ہو"

(سنن الکبری)

اسی طرح عزت و تکریم کے حق دار بہت بڑے ہوتے ہیں اور بڑوں سے مراد عمر میں بڑے اور مرتبے کے لحاظ سے بڑے ہیں۔

لہٰذا رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے نہ صرف بچوں سے پیار اور شفقت کا درس دیا ہے بلکہ بڑوں کے احترام و تکریم پر بھی زور دیا ہے۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے فرمایا:

مااکرم شاب شیخا لسنہ الا قیض اللہ لہ من یکرمہ عند سنہ

ترجمہ: "جو جوان کسی بوڑھے کی عمر رسیدگی کی وجہ سے اس کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی کو مقرر کر دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرتا ہے"

(جامع ترمذی)

ایک اور مقام پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اِجْلالِیْ تَوْ قِیْرُ الْمَشَائِخِ مِنْ اُمَّتِیْ

ترجمہ: "بے شک میری امت کے بزرگوں کی عزت کرنا میری عزت کرنا ہے"۔

(کنز العمال)

لہٰذا ہمیں چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے تا کہ مخلوقِ الٰہی خوش ہو اور اللہ بھی راضی رہے۔

3۔ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوااللهَ وَوَجْمِلُوْا فِی الطَّلَب، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَہَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوااللهَ وَأَجْمِلُوْا فِی الطَّلَب، خُذُوْا مَاحَلَّ، وَدَعُوْا مَاحَرُمَ

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چناں چہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو، جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

(سنن ابن ماجہ:2144)

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں حلال روزی کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسی کو کسب حلال کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے حلال طریقوں کے ساتھ روزی کمانا ہے اور اسلام کسب معاش کے ان تمام غلط اور حرام طریقوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہے، جن کو اختیار کر کے بندہ عذابِ الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔

یایھاالناس کلو مما فی الارض حلالاً طیبا۔

ترجمہ: "اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ۔"

(بقرہ:168)

یہاں تک کہ رسولوں کو بھی رزق حلال کا حکم دیا گیا اور اللہ نے فرمایا:

یایھا الرسل کلا من الطیبت واعملوا صالحا

ترجمہ: "اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو"۔

(المومنون:51)

لہٰذا اسلام دوسروں کا مال ناحق طریقے سے کھانے کی مذمت کرتا ہے اور حلال روزی کے بارے میں بہت سی احادیث بھی ملتی ہیں جیسا کہ حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ کا ارشاد ہے:

الکاسب حبیب اللہ (الحدیث)

ترجمہ: محنت سے روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔"

یہ بات واضح ہے کہ سب سے بہتر کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہے اور انبیاء کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ بلکہ ایک ارشاد نبوی کے مطابق حرام کمانے والے کا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا اور حرام کا ایک لقمہ کھانے سے 40 دن کی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔

ایک مقام پر آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھا اٹھا کر لائے اور اپنی آبرو بچائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ دوسروں کے آگے دستِ سوال دراز کرے۔ (الحدیث)

حلال روزی کا اہتمام کرنے والا رزق سے محروم نہیں رہتا۔ جس طرح دنیاوی زندگی کی مدت مقرر ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی اسی طرح رزق بھی متعین ہے۔ لیکن انسان کو اس کی صحیح یا غلط کوشش کی وجہ سے ثواب یا گناہ حاصل ہو جاتا ہے۔

4۔ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَہٗ رِزْقِہٖ وَيُنْسَأَلَہٗ فِی أَثَرِہٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَہٗ

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔

(صحیح مسلم:6524)

تشریح:

اس حدیث میں صلہ رحمی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے ساتھ ساتھ اس کے بعض دیگر فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ صلہ رحمی سے بندے کو اس کے پسندیدہ امور حاصل ہوتے ہیں۔ روزی میں کشائش یا اضافہ اور بندے کی عمر دراز کر دی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ

ترجمہ: ”رشتہ دار کا حق ادا کرو“

(الاسراء:26)

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذَی الْقُرْبٰی

ترجمہ: ”والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

(النساء:36)

اسلام ہمیں صلہ رحمی کی تعلیم دیتا ہے۔ رشتہ داروں سے باہمی محبت و رحمت کا رویہ اپنانا چاہیے اس سے تعلقات بہتر اور خاندان مستحکم ہوتا ہے۔ ان کی خوشی و غمی میں شریک ہونا چاہیے۔ مگر ان کی بے جا حمایت اور ناجائز معاملے میں مدد کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَايَدخل الجنۃ قاطع رحم (ابوداؤد) ترجمہ: ”رشتہ داری کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اسلام رشتہ داروں کی مالی معاونت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح قریبی رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں دور کے رشتہ داروں کو وراثت میں بھی حصہ دینے کا حکم ہے۔ اسلام رشتہ داروں سے عدل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو نیکی اور بھلائی کی تلقین بھی کرتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے خاندان بنو ہاشم کو اپنے گھر بلا کر دعوت دین کا سلسلہ شروع کیا۔ لہٰذا اگر کوئی رشتہ دار نافرمان ہو یا گناہ کی طرف گامزن ہو تو اسے برائی سے ہٹا کر بھلائی کے راستے پر لانا بھی بہت بڑی خدمت ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ جب تک کوئی اپنے کسی رشتہ دار کی برائی برداشت کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ قرابت داروں سے ہمیشہ حسن سلوک کریں اور ان کے ساتھ عفو و درگزر کا رویہ اپنانا چاہیے۔

5۔ **عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْكَبَائِرِ، قَالَ: "اَلشِّرْکُ بِاللهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ"**

ترجمہ: رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

(صحیح مسلم:88)

تشریح:

اللہ کی ذات، صفات اور اس کے تقاضوں میں کسی اور کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ اس حدیث کے پہلے حصے میں شرک کی مذمت کی گئی۔ اللہ نے شرک کو سب سے بڑا ظلم قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ: ”بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

(لقمان:13)

لہٰذا اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ ہر گناہ معاف کر دیتا ہے مگر شرک ناقابل معافی جرم ہے۔

ایک صحابی نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ﷺ نے فرمایا: وہ شرک ہے۔

شرک کی ابتداء کی بنیاد خوف اور فائدہ مندی ہے جن اشیاء سے خوف اور فائدہ نظر آیا، عام لوگوں نے انہیں معبود بنالیا۔ شرک کے بہت نقصانات ہیں۔ مشرک کئی خداؤں کو پوجتا ہے۔ طرح طرح کے لوگوں کے سامنے جھکنے سے اس کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کی زندگی مایوسی اور ذلت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

اس حدیث کے دوسرے حصے میں والدین کی نافرمانی کا تذکرہ ہے جو کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ یعنی جن کی معافی نہیں ہے۔ توحید ورسالت کے بعد والدین کے حقوق پر بہت زور دیا گیا ہے۔ انسان کا وجود والدین کا ہی مرہونِ منت ہے جو اولاد کے لیے سب سے بڑھ کر مددگار ہوتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اَحْسَانًا

ترجمہ: "تمہارے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین سے اچھا سلوک کرنا۔"

(بنی اسرائیل:23)

لہٰذا والدین کی نافرمانی تو دور کی بات بلکہ ان کے سامنے اُف بھی نہ کرو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تھی اور قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ اطاعت کی عظیم مثال ہے۔ حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔"

اس حدیث کے تیسرے حصے میں قتل کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا۔ حکم الٰہی کے مطابق جس نے کسی ایک انسان کی جان بچائی تو اس نے ساری انسانیت کو بچایا۔ اسی طرح مفلسی کے ڈر سے مارنے والے کی سختی سے مذمت کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق

"اپنی اولاد کو بھی مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرنا۔"

(بنی اسرائیل:31)

لہٰذا کسی کو قتل کرنا سب سے بڑا جرم ہے۔ نیز اللہ رازق ہے اور اسی پر توکل رکھنا چاہیے اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث نبوی کے مطابق "مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔ (صحیح مسلم)

حدیث کے چوتھے حصے میں جھوٹ بولنے کی مذمت کی گئی۔ عربی میں جھوٹ کے لیے کذب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حقیقت کے برعکس بیان کرنا جھوٹ کہلاتا ہے۔ ایک جگہ پر جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

لعنۃ اللہ علی الکذبین

ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

(آلِ عمران:61)

اسی طرح حدیث نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ ہے کہ

"سچ نجات دلاتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔(الحدیث)

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو دوسروں سے کہتا پھرے۔ لہٰذا ہمیں کبیرہ گناہوں سے ہر حال میں اجتناب کرنا ہے تاکہ رضائے الٰہی کے حقدار بن سکیں۔

6۔ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أُخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ، مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ

ترجمہ: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت رکھا ہے، چناں چہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

(صحیح بخاری:2545)

تشریح:

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی بعثت سے پہلے غلامی کا عام رواج تھا۔ یہ طبقہ اس قدر مجبور تھا کہ گویا اُنہیں نوع انسانی سے ہی باہر خیال کیا جاتا تھا۔ اُن سے بے رحمانہ اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا، اُن پر خوفناک مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ اُن کے ساتھ ہر طرح کی بدسلوکی کی جاتی تھی لیکن آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے غلاموں کو اُن کے حقوق دلوائے۔ چنانچہ دُنیا نے دیکھا کہ غلامی کا سب سے پہلے خاتمہ اُنہیں علاقوں میں ہوا جہاں اسلام کا دور دورہ تھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی کیمیا اثر تعلیمات کے باعث غلام بڑی تعداد میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں بھی اُن کے حقوق پر زور دیا۔ قرآنی حکم کے مطابق والدین اور رشتہ داروں کے بعد غلاموں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام نے نہ صرف غلاموں کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے اور بنیادی ضروریات فراہم کرنے اور نہ مارنے کا حکم دیا ہے بلکہ انہیں غلامی سے نجات دلانے کا بھی حکم دیا ہے۔ ایک اعرابی نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ سے جنت میں جانے والا کوئی عمل پوچھا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا کرو کہ کسی کو غلامی سے آزاد کرو اور اگر اکیلے نہ کر سکو تو دوسروں کے ساتھ مل کر آزاد کرو۔ (شعب الایمان) آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ اکثر فرماتے:

"غلاموں پر اُن کی طاقت سے زیادہ کام کا بوجھ مت ڈالو۔"

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا: میں اپنے غلام کی غلطیوں کو دن میں کتنی بار معاف کروں! آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمایا۔"دن میں(70) بار۔"

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمایا کہ خادم کے مالک پر تین حق ہیں۔ اوّل یہ کہ جب وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اسے جلدی نہ ڈالے۔ دوسرا یہ کہ کھانا کھاتے ہوئے اسے کھانے سے نہ اٹھائے اور تیسرا یہ کہ اسے کبھی بھوکا نہ رکھے۔(مجمع الزوائد)

7۔ مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيْهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ

ترجمہ: جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

(سنن ابی داود:3657)

تشریح:

لوگوں کی دو قسمیں ہیں پہلے وہ جو مسئلہ بتاتے ہیں یعنی علماء دوسرے وہ جو مسئلہ پوچھتے ہیں یعنی عوام۔

عام آدمی کا فرض ہے کہ وہ عالمِ دین یا مفتی صاحب سے مسئلہ دریافت کرے۔ کیونکہ اسلامی اصولوں کے مطابق عام انسان اس وقت زندگی احسن طریقے سے گزار سکتا ہے جب اس کا اہل علم سے رابطہ ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فسئلو اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون

ترجمہ:"اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔"

مگر اس حدیث کے مطابق علماء کو بھی چاہیے کہ قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں جواب دیں۔ بغیر دلیل کے محض عقل کی روشنی میں فتوٰی دینا گناہ ہے۔
کیونکہ مسائل کا اعتماد عالم پر ہوتا ہے اگر وہ غلط فتوٰی دے گا تو سائل کی غلطی کی ذمہ داری عالم پر ہو گی۔
کامل علماء نے فرمایا ہے کہ (لَا اَدْرِی) یعنی میں نہیں جانتا یہ کہہ دینا بھی علم کی بات ہے یا نصف علم ہے۔
اس حدیث میں درست مشورہ دینے کی نصیحت بھی کی جارہی ہے اور ایسا مشورہ دینا چاہیے جو دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہو۔
نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کو اللہ نے صحابہ سے مشاورت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وشاورہم فی الامر

ترجمہ: "آپ ان سے معاملات میں مشورہ کیا کریں۔"

(ال عمران: 159)

لہٰذا مذکورہ حدیث کے مطابق مشورہ ایک امانت ہے اور جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کو امانت داری سے مشورہ دینا چاہیے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ کسی کو غلط مشورہ دے کر امانت میں خیانت نہ کریں۔ ورنہ ہمیں روزِ قیامت اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا پڑے گا اور فرمانِ نبوی ہے:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

ترجمہ: "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت یا رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (الحدیث)

8۔ اَلْحَيَاءُ لَايَأْتِى اِلَّا بِخَيْرٍ

ترجمہ: حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم:37)

تشریح:

حیاء کے معنی وقار اور سنجیدگی کے ہیں بے حیائی اس کی ضد ہے۔ وہ کام جو اللہ اور اس کی مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہو ان سے بچانے والے وصف کو شرم و حیا کہتے ہیں۔ امام راغب کے مطابق وہ وصف جس کی وجہ سے برا کام کرنے سے دل میں تنگی محسوس ہوتی ہے۔ حیا کہلاتا ہے۔ دکھ، خوشی اور غصے کے اظہار کے طریقے جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں جبکہ شرم و حیا ایسا وصف ہے جو صرف انسان میں پایا جاتا ہے۔ جب تک انسان شرم و حیا کے دائرے میں رہتا ہے تو وہ ذلت و رسوائی سے بچا رہتا ہے۔ قرآن میں مرد وعورت دونوں کو حیا کا رویہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
"بے شک وہ لوگ جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔" (سورۃ النور)
اسی طرح نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اگر کسی مسلمان میں حیا ختم ہو جائے تو پھر جو مرضی چاہے کرتا پھرے۔"
ایک اور مقام پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"حیا اور ایمان آپس میں لازم وملزوم ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک چلا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔"
حیا کو مومن کا زیور اور اسلام کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ مرد وعورت کے لیے شرم و حیا ایک ایسی انمول دولت ہے جو ان کے دائمی وقار کا باعث ہے۔ اسی طرح اللہ کی نافرمانی سے بچنا، مخلوقِ الٰہی سے محبت اور اچھے اخلاق سے پیش آنا اور اپنے دل کا تزکیہ اور اصلاح کرتے رہنا یہ سب حیا کی چند صورتیں اور اقسام ہیں۔ اگر ہم اِن صورتوں کو اختیار کرلیں تو حیا سے ہمیں سوائے بھلائی اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔

9۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے فائدہ دینے والا علم، حلال روزی اور قبولیت والا عمل مانگتا ہوں۔

(سنن ابنِ ماجہ:925)

تشریح:

حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے مطابق یہ ایک جامع دعا ہے۔ رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ اکثر ایسی دعائیں مانگتے تھے جو مختصر اور جامع ہوں اور تھوڑے الفاظ میں زیادہ فائدے کی چیزوں کی دعا ہو جائے۔ سب سے پہلے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے علم نافع کی دعا فرمائی اس سے مراد وہ علم ہے جس پر انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔ یہ وہ دینی علم ہے جو تا قیامت ہر دور میں انسانی معاشرے کی تعمیر و تشکیل کے لیے مفید ہو۔ گویا دنیا کی مادی ترقی اور آخرت کی روحانی ترقی کا کوئی بھی علم انسانیت کی بقا اور نفع کے لیے رائج کیا جائے تو وہ نافع علم ہے۔ اس کے علاوہ جو علم یا نظام انسانیت کا استحصال اور نقصان کر رہا ہو تو ایسے علم سے پناہ مانگنا سنتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ ہے۔

اس کے بعد آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے رزقِ حلال کی دعا فرمائی یعنی جو جائیز اور حلال طریقے سے کمایا گیا ہو۔ ہمیں سادگی، میانہ روی اور قناعت پسندی کے اصولوں پر کاربند رہ کر رزقِ حلال کو اہمیت دینی چاہیے ورنہ حرام رزق پر پلنے والے جسم کو جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کا فرمان ہے۔

لایدخل الجنۃ لحمٌ نَبَتَ من سُحْت

ترجمہ: ”وہ جسم جنت میں نہ جائے گا جو حرام سے پلا ہو گا۔“ (الحدیث)

آخر میں قبولیت والے عمل کی دعا آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمائی۔ ایسا عمل جو خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور سیرت و سنت نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے مطابق ادا کیا جائے، قبولیت والا عمل کہلاتا ہے۔

ایک حدیث کے مطابق اگر کوئی عمل بھی اخلاص اور رضائے الٰہی کی نیت کے بغیر ریاکاری کے طور پر دنیا کو دکھانے کے لیے کیا جائے گا تو بڑے بڑے نیکوکار دوزخ میں جائیں گے خواہ وہ سخی، شہید یا عالم ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت علم نافع، رزق حلال اور مقبول عمل کی دعا مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ دعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے۔

10۔ **كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ.**

ترجمہ: ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

(صحیح مسلم:2564)

تشریح:

ایک مسلمان بحیثیت مسلمان کے اپنے بھائی پر کچھ حقوق رکھتا ہے جن کی ادائیگی واجب ہے۔ ایک کامل مسلمان نہ تو کسی مسلمان کو مارنے کا حق رکھتا ہے ورنہ ایک جان کو قتل کرنا ساری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کو دوسروں کا مال چوری کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے اور شرعی اعتبار سے جب چوری ثابت ہو جائے تو تفتیش کے بعد چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم موجود ہے۔ کیونکہ چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ لہٰذا مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنے کی اجازت نہیں ہے اور مسلمان، مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ نہ وہ اس سے ظلم یا خیانت کا رویہ اختیار کرتا ہے اور نہ ہی ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولاتفرقوا

ترجمہ: ”اور اللہ کی رسّی مضبوطی سے سب مل کر تھام لو اور آپس میں جدا جدا نہ ہو جانا۔“

(ال عمران:103)

اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ تم پھر اس کے فضل اور محبت سے دشمنی کے بعد بھائی بھائی ہو گئے۔ ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمیں دوسروں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنی چاہیے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کا فرمان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی جان ہے کہ مومن کی جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبے کی حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔“

اسی طرح ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ تمہاری عزت و حرمت کتنی عظیم ہے لیکن اللہ کی نظر میں مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ عظیم ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

11۔ **بَقِيَّةُ رِجْزٍ، اَوْعَذَابٍ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوْا عَلَيْهَا۔**

ترجمہ: یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا جب کی زمین (ملک یا شہر) میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سرزمین پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔ (جامع ترمذی:1025)

تشریح: طاعون ایک تکلیف دہ بیماری ہے اور شدید بیکٹیریل انفیکشن ہے جو انسانوں میں پسوؤں کے ذریعے منتقل ہوتا ہے، جو پہلے ہی بیمار جانوروں کو کھا چکے ہوتے ہیں۔ مثلاً چوہا یا گلہری وغیرہ۔ یہ ایسی مہلک بیماری ہے جس میں سردی کا لگنا اور پھیپھڑوں کو متاثر کرنا بھی شامل ہے مگر آج کے دور میں اس کا علاج بروقت کروایا جائے تو متاثرہ جان بچائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کرنی چاہیے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے احکامات کے مطابق جن مقامات پر کوئی ایسی وبا پھیلی ہوئی ہو وہاں جانا یا وہاں سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ اس کا سبب جان کی حفاظت ہے جو کہ مقاصدِ شریعت میں سے ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

ترجمہ: "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

مسلمان پر لازم ہے کہ کسی جہالت یا لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کرے جس سے اس کی جان کو خطرہ ہو بلکہ علماء وماہرین اور محکمہ صحت کی ہدایات کی پابندی کرے یا بلاضرورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر کسی شدید ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو تمام احتیاطی ضوابط پر عمل کرے اور تحفظ و سلامتی کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھے۔ حدیث نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے معلوم ہوتا ہے کہ وباؤں کے زمانے میں گھروں میں رہنا واجب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک عذاب تھا جسے اللہ جس پر چاہتا تھا، بھیجتا تھا۔ اس نے اسے اہل ایمان کے حق میں رحمت بنا دیا ہے۔ جو شخص طاعون کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد صبر کرکے اپنے گھر میں بیٹھا رہے، اللہ سے اجر کی امید رکھے اور اس کا اعتقاد ہو کہ اللہ نے جو کچھ لکھ رکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اس بندے کی اس مرض میں موت بھی ہوگئی تو اسے شہید کے برابر اجر ملے گا۔ (احمد بن حنبل)

بروقت علاج کا ہونا، بیماری کی تشخیص و ادویات کا بندوبست کرنا، احتیاطی تدابیر کو ملحوظ رکھنا اور بالخصوص قوی مومن کا کمزور مومن کے مقابلے میں اچھا سمجھا جانا، یہ سب معاملات اسلام کی نگاہ میں پسندیدہ ٹھہرائے گئے ہیں۔

12۔ **فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَاتُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيْلَ وَقَالَ۔ وَكَثْرَةَ السُّوَالِ۔ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ۔**

ترجمہ: وہ (اللہ) تمھارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔ اور وہ تمھارے لیے قیل و قال (فضول باتوں)، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1715)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو پہلے اُن کاموں کی دعوت دی ہے جن کو سر انجام دینے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ اس کام سے خوش ہوتا ہے کہ بندہ کسی قسم کا شرک کیئے بغیر اس کی بندگی اور عبادت کرے۔ شرک اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسندیدہ امر ہے کہ وہ اس کے بارے میں اعلان کر چکا ہے کہ اس عظیم گناہ کرنے والے کو معاف ہی نہیں کروں گا۔ دوسرا امر پسندیدہ یہ ہے کہ سب مسلمان مل جل کر اسی کی رسی کی مظبوطی سے تھام لیں اور یہ عین قرآنی حکم بھی ہے۔ اس سے مراد اتفاق، اتحاد اور بھائی چارہ ہے جو کہ طاقت وعزت کی کلید ہے۔

اللہ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا

ترجمہ: "آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے"

(سورۃ الانفال)

لہٰذا اللہ کی رسی یعنی دین محمدی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر عمل پیرا ہو کر سب مسلمانوں کا بھائیوں کی طرح مل جل کر اپنی طاقت میں اضافہ کرنا لازم ہے۔ ناپسندیدہ امور میں سے پہلا امر یہ ہے کہ لایعنی اور بے کار باتوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ فرمان نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہے کہ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز چھوڑ دے۔ (جامع ترمذی)

لہٰذا جو بات کارآمد نہ وہ اسے نہ کرے اور زبان کو فضول باتوں میں استعمال نہ کرے۔ نیز قرآن میں مومنوں کا ایک وصف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ فضول باتوں سے منہ پھیر لیتے تھے۔ دوسرا ناپسندیدہ امر یہ ہے کہ آدمی دست سوال دراز کرنے کا معمول بنالے اور خودداری کو بالائے طاق رکھ کر بھکاری جیسا بن جائے۔ کثرت سوال سے مراد یہ بھی ہے کہ بات بات میں غیر ضروری سوالات کی کثرت کرنا یہ عادت خراب ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حج کا حکم دیا تو ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال حج فرض ہو گا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ پھر فرمایا پہلے لوگ زیادہ سوال کرنے پر ہی ہلاک ہوئے تھے۔ میری اتنی ہی بات پر اکتفا کرو جس پر میں تمہیں چھوڑوں۔ (صحیح مسلم)

تیسرا ناپسندیدہ کام مال کا ضائع کرنا ہے یعنی اسراف اور فضول خرچی سے بچنا۔ اپنے مال کو اپنی جان واہل وعیال اور اچھے کاموں میں صرف کریں جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ راہِ اسلام میں خرچ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اسراف اور کنجوسی دونوں کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے اور فضول کرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی بھی کہا گیا ہے۔

13۔ **مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْيَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْاِنْسَانٌ اَوْبَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ۔**

ترجمہ: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی پر بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری: 2320)

تشریح: حدیث نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مطابق جو مسلمان بھی پودا لگائے یا بیج بوئے اور اس میں سے کوئی جاندار مخلوق کھالے تو اسے اس پر ثواب ملتا ہے نیز اس مسلمان کی وفات کے بعد بھی اس کے اس عمل کا ثواب اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک اس کی یہ کھیتی اور لگایا ہوا درخت باقی رہتا ہے۔ مذکورہ حدیث میں پودے لگانے کی ترغیب دی جارہی ہے کیوں کہ اس میں بڑی خیر مضمر ہے اور دینی و دنیاوی فوائد بھی ہیں۔ اشجار جہاں انسان و حیوان کی مختلف ضرورتوں میں کام آتے ہیں وہاں ماحولیاتی آلودگیوں سے انسانی معاشروں کو بچاتے بھی ہیں۔ دین اسلام نے بہت پہلے انسانیت کو خبردار کر دیا تھا کہ سایہ دار اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹا جائے۔ کیونکہ درخت سانس لینے کے لیے ہمیں صاف وشفاف ہوائیں آکسیجن کی صورت میں فراہم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تقریباً 59 بار قرآن مجید میں مختلف انداز و کیفیات میں درختوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ انجیر اور زیتون کے درختوں کی قسم بھی کھائی ہے اور اللہ نے ثمر دار درختوں کے پھلوں کو رزق قرار دیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مجھے پودوں کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے حکم دیا اور حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خود اپنے دستِ مبارک سے پودے لگاتے اور مٹی درست کرتے۔ پھر وہ سرسبز وشاداب ہوتے اور کوئی پودا خشک یا مرجھاتا نہیں تھا جس کی آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تنصیب کرتے تھے۔ (خصائص الکبری)

یہ اشجار ہمیں سایہ فراہم کرتے ہیں اور مختلف انواع کے پھل اور پھول دیتے ہیں۔ قدرتی آفات سے بچانے کے ساتھ ساتھ گلوبل وارمنگ یعنی درجہ حرارت کی زیادتی سے ہمیں نجات دیتے ہیں اور بارشوں کے نزول کا سبب بنتے ہیں۔

14۔ **مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ۔**

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

(صحیح بخاری: 6018)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں سب سے پہلے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک معاشرتی اصول بیان کیا جارہا ہے کہ جو کوئی ایمان رکھتا ہے (یہ شرطیہ جملہ کہہ کر آگے اس کا جواب دیا جارہا ہے) کہ اسے چاہیے کہ وہ ہمسائے کو نقصان یا تکلیف نہ پہنچائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں پڑوسیوں کے لیے راحت و مسرت اور سکون کا باعث بننا چاہیے۔ قرآن مجید میں سورۃ النسآء میں ہمسائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قریب اور ساتھ رہنے والے کو ہمسائیہ کہا جاتا ہے۔ جو جتنا قریب ہوتا ہے وہ اتنا ہی حسنِ سلوک کا حقدار ہوتا ہے۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک اپنے ہمسائے کے لیے وہ کچھ پسند نہ کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

ہمسایہ اگر غریب ہے تو اس کی مالی معاونت کرنے کے ساتھ ساتھ خوشی یا غمی میں بھی شریک ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس صاحب حیثیت پڑوسی کے ساتھ عزت و وقار سے پیش آنا چاہیے کیونکہ اسے دولت، لباس یا صدقہ و خیرات کی حاجت نہیں ہوتی۔

دوسری اہم چیز اہلِ ایمان کے لیے مہمان کی عزت و تکریم ہے۔ مہمان کے معنی رغبت کے ہیں۔ وہ میزبان کی طرف رغبت بڑھاتا ہے اور اس کے گھر آتا ہے اسی لیے اسے مہمان کہا جاتا ہے۔ سورہ ھود میں ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بھی تذکرہ ہے۔

مہمان، خوشحالی، رزق میں اضافے اور مغفرت کا سبب ہے۔ فرمانِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے کہ جب اللہ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی جانب مہمان کو بطور ہدیہ بھیجتا ہے۔ مہمان اپنی روزی ساتھ لے کر آتا ہے اور میزبان کے گناہوں کو ساتھ لے کر جاتا ہے۔ (کنزالعمال)

حدیث کے آخر میں اچھی گفتگو کرنے کا یا پھر چپ رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ قرآن نے مومنوں کی نشانی اور خوبی یہ بتائی کہ وہ لغو باتوں کی طرف راغب نہیں ہوتے اور سورہ فرقان میں فرمایا کہ مومن لوگ جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو انہیں سلام کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا۔ (سند احمد بن حنبل)

لہٰذا اہم مہذب اور بامقصد گفتگو لازمی اختیار کریں یا پھر خاموشی اختیار کریں کیونکہ اسی میں فائدہ اور نجات ہے۔

15۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ، لَایَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ، وَلَا یَحْقِرُہٗ

ترجمہ: مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

(صحیح مسلم: 2564)

تشریح: اسلام کی بنیاد اخوت و بھائی چارہ ہے جو سب اہل اسلام کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے چاہے وہ حسب نسب، تہذیب و ثقافت، مال و دولت یا معاشرتی اعتبار سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ سورۂ حجرات میں بھی اللہ نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر دو مسلمان یا ان کے دو گروہوں کے درمیان کوئی دشمنی کا سلسلہ چل رہا ہو تو ایسی صورت میں دیگر احباب کو چاہیے کہ وہ صلح کی طرف راغب کر کے ان میں امن و سلامتی کو فروغ دیں۔ لہٰذا ایسا ہرگز نہ ہو کہ ظلم و بربریت اور نفرت کو پروان چڑھا کر فساد اور قتل و غارت گری کا ماحول بنایا جائے کیونکہ مسلمان کبھی بھی اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا نہ اسے تنہا چھوڑتا ہے اور نہ ہی اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ بہترین مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ (جامع ترمذی)

اسی طرح ایک متفق علیہ حدیث میں فرمایا کہ مومنوں کی آپس میں محبت و ہمدردی کی مثال جسم کی طرح ہے کہ جب کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

مسلمان دنیا میں جہاں بھی آباد ہیں وہ امتِ اسلامیہ کا جزو ہیں اگر وہ ظلم کا شکار ہیں تو ان کی تکلیف سے پوری امت مسلمہ بے چین ہو گی نیز ہمیں کسی بھی مسلمان کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی اس کی دل آزادی کرنی چاہیے بلکہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دوسروں کی دل آزاری کرنا ہے۔ لہٰذا اہل اسلام کو ظلم، خود غرضی اور نفرت و تعصب کی بجائے ایک دوسرے کے لیے امن و محبت اور خیر خواہی کا باعث بننا ہو گا۔

16۔ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَۃِ

ترجمہ: اے اللہ! میں (لوگوں کو) دو کمزوروں یتیم اور عورت، کی حق تلفی کرنی (تاکید کے ساتھ) حرام ٹھہراتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ: 3678)

تشریح: اس حدیث میں ایک اسلامی اصول پر زور دیا گیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کمزور پر کبھی ظلم نہ کرو اور نہ اس کی حق تلفی یا استحصال کرو۔ کمزوروں میں یتیم اور عورت کا خصوصی تذکرہ کیا گیا جن سے نرمی کا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان سب کے لیے اپنا دفاع کرنا اکثر اوقات مشکل ہوتا ہے اسی لیے آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خصوصی تاکید فرمائی کہ جو ان کی حق تلفی کرے گا وہ حرام عمل کر رہا ہے یعنی اسے دنیا و آخرت میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سورۂ کہف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی بستی والوں نے مہمان نوازی کرنے سے انکار تو کر دیا مگر پھر بھی اس بستی کے یتیم بچوں کے لیے حضرت خضر علیہ السلام نے ایک دیوار تعمیر کر دی تاکہ مستقبل میں بستی کے لوگ یتیموں کی حق تلفی نہ کریں ایک مقام پر نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ساتھ ہوں گے"(صحیح بخاری)

اسی طرح عورتیں چاہے ماں، بہن، بیوی یا بیٹی یا کسی بھی رشتے سے منسلک ہوں ان کے ساتھ نرمی، احترام اور عدل و احسان سے پیش آئیں۔ اسلام میں جو مقام عورت کا ہے وہ کسی اور دین میں نہیں۔ دینِ اسلام نے جس طرح مردوں کے حقوق بتائیں ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے۔ "حضور خَاتَمُ النَّبِیّنَ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا علم حاصل کرنامر دو عورت دونوں پر فرض ہے۔"
تعلیم و تربیت، دیکھ بھال یا پرورش کا معاملہ ہو یا اجر و ثواب کا معاملہ ہو اسلام نے یہ تمام حقوق عورتوں کو برابری کی بنیادوں پر مہیا کیے ہیں۔ اس کے علاوہ ماں کی خدمت کرنے پر اور بیٹی کی پرورش کرنے پر جنت کی بشارت بھی دی گئی۔

17۔ مَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَیْتُکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا۔

ترجمہ: جس کام کا میں تمھیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے دور رہو۔

(سنن ابن ماجہ: 1)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و اتباع کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے کہ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ پاک چیزوں کو حلال ٹھہراتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنے رسول مکرّم کو چیزوں کو حلال و حرام قرار دینے کا بھی اختیار دیا ہے۔ نیز سورۂ حشر میں بھی یہی حکم ہے کہ جو کچھ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔
ایک موقع پر نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت خزیمہ کی ایک گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا جبکہ حقوق العباد کے اکثر معاملات میں روزِ قیامت تک دو مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے مگر آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تخصیص فرمادی کیونکہ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ نے اختیار دیا ہے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے کیونکہ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنی خواہش سے کچھ کلام نہیں فرماتے ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اہل ایمان کے لیے دو مردار حلال کیے گئے جن میں سے ایک مچھلی ہے۔ یعنی مچھلی بغیر ذبح کیے حلال کر دی گئی جبکہ باقی سب جاندار کو قرآن میں ذبح کر کے کھانے کا حکم دیا گیا۔ ایک متفق علیہ حدیث کے مطابق جب قحط کا زمانہ آتا تو صحابہ کرام نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بارش برسانے کی دعا کرواتے اور کبھی بارش رک جانے کی دعا کروائی جاتی تو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعا سے اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتے۔ ایک مقام پر آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش اس تعلیم کے مطابق نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔ لہٰذا ہمیں آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر حال میں اتباع و اطاعت کرنی چاہیے تاکہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے اور ہمیں اپنا محبوب بنا لے۔

18۔ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ

ترجمہ: بدگمانی سے دور رہو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

(صحیح مسلم: 2563)

تشریح: بدگمانی سے مراد ہے کہ کسی کے بارے میں برا سوچنا یا کسی کے بارے میں غلط اندازے لگانا ہے۔ بدگمانی ایک مفروضہ ہے جو کبھی درست بھی ہو جائے تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا لیکن اگر یہ غلط ہو جائے تو ہماری زندگی کے قیمتی لمحات ضائع ہو جاتے ہیں۔ ہم خود ہی غلط اندازوں کی بنیاد پر جلتے ہیں، کبھی حسد اور غصے کا شکار ہوتے ہیں، کبھی انتقامی کاروائی یا سازش کا خیال دل میں لاتے ہیں۔ دوسری جانب جب وہ شخص ہم سے ملتا ہے (جس کے بارے ہم برا گمان رکھتے ہیں) تو پرسکون ہوتا ہے اور اس کا سکون دیکھ کر تن بدن میں آگ لگتی ہے اور ایک اور بدگمانی کا اضافہ ہوتا ہے کہ شاید ہمیں وہ شخص مزید مشتعل کر رہا ہے۔ اسی لیے قرآن نے کہا کہ مومنوں زیادہ گمان کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ بعض گمان ایسے ہیں جو محض گمان ہوتے ہیں۔ اسی لیے آپ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ باطل عمل ہے اور نہ ہی ایک دوسرے کے ظاہری و باطنی عیب تلاش کرو اور نہ حرص و حسد اور نفرت سے کام لو بلکہ آپس میں بھائی بن کر رہو۔ (صحیح مسلم)
لہٰذا ہمیں مسلمانوں اور بالخصوص نیک افراد کے بارے میں کبھی بھی بدگمانی نہیں کرنی چاہیے تاکہ اسلامی معاشرے میں محبت، اخوت اور ہمدردی کے جذبات ایک دوسرے کے لیے پروان چڑھ سکے اور ہم دنیا میں بحیثیت مسلمان ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکیں۔

19۔ لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ

ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

(سنن ابن ماجہ: 2313)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے کو جہنم کی آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔
وہ مال یا تحفہ جو کوئی شخص اپنا جائز یا ناجائز کام کرانے کے لیے کسی مجاز افسر کو ادا کرتا ہے رشوت کہلاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نہ نبھائے بلکہ حیل و حجت اور بہانے سے اس کام کو لٹکاتا رہے اور اس کام کے بدلے کچھ مطالبہ کرے تو اس کو رشوت کہیں گے یا کوئی آدمی کسی دوسرے سے اپنا کوئی ناجائز کام کرائے اس کام کے بدلے اسے کچھ معاوضہ دے یہ بھی رشوت کہلاتی ہے۔ الراشی کا مطلب رشوت دینے والا اور المرتشی کا مطلب رشوت لینے والا ہے۔
رشوت کا چلن کسی قوم میں اس وقت عام ہوتا ہے جب عدل و انصاف ختم ہو جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل سکیں، ظالم اہلکار جائز حقوق کی راہ میں حائل ہو جائیں اور ناجائز مطالبے کرنے لگیں۔ رشوت کا لین دین بھی حرام ہے چونکہ اس سے دوسروں کے حقوق مارے جاتے ہیں اور حقدار کو اس کا حق نہیں ملتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ

ترجمہ: "اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطور رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو تا کہ یوں لوگوں کے مال کا حصہ تم بھی ناجائز طریقے سے کھا سکو"۔

(البقرۃ:۱۸۸)

اللہ تعالیٰ نے کفار کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ

ترجمہ: "جھوٹی باتیں بنانے کے لئے جاسوسی کرنے والے حرام مال خوب کھانے والے ہیں"۔

(المائدۃ:۴۲)

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رشوت کے لین دین کو رواج دینے والے حاکموں پر لعنت کی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ الَّذِيْ يَمْشِيْ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: "رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا (اور) جو ان کے درمیان معاملہ کرواتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے۔"

(طبرانی)

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس قوم میں رشوت عام ہو جائے اسے خوف و ڈر میں مبتلا کر دیا جاتا ہے"۔

(المعجم الکبیر)

رشوت جیسی لعنت کو ملک سے ختم کیا جا سکتا ہے اگر:

- حکومت ملازمین کی معقول تنخواہ مقرر کرے تا کہ وہ با آسانی گزر اوقات کر سکیں۔
- جو سرکاری ملازم رشوت میں ملوث پایا جائے اسے عبرت ناک سزا دی جائے۔

ایک فلاحی معاشرے کے قیام کے لئے رشوت جیسے قبیح جرم کی سختی سے مذمت کی جائے تا کہ عدل و انصاف سے بھرپور معاشرہ وجود میں آ سکے اور لوگوں کو اُن کے حقوق جائز طریقے سے مل سکیں۔

20۔ اِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآنِ مجید) کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچے گراتا ہے۔

(صحیح مسلم: 817)

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مبارکہ روایت ہے کہ یہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید لوگوں کے لیے بلندی و پستی یا عروج و زوال کا ذریعہ ہے۔ اس سے مراد ہے کہ جو مردِ مومن قرآنی احکامات پر عمل کر کے اس کتاب سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اور قرآن مجید کے بیان کردہ اخلاق فاضلہ کے مطابق خود کو ڈھالتا ہے تو اللہ اسے دنیا و آخرت میں درجات اور بلندی عطا کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم میں سے جو لوگ

ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا، اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور آخرت میں اس کے ذریعے جنت میں بلندیاں بھی عطا کرے گا۔ جہاں تک ان لوگوں کی بات ہے جن کو اللہ قرآن کے ذریعے ذلیل کرتا ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو قرآنی احکامات پر عمل نہیں کرتے، اس کتاب میں شک وشبہ کی روش اپناتے ہیں۔ دل سے یقین نہیں کرتے۔ بعض اوقات ایسے لوگ روگردانی کرتے ہوئے اس کتاب کے اوامر و نواہی پر عمل نہیں کرتے۔ یہی لوگ دنیا اور آخرت میں رسوا و ذلیل ہوں گے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں قرآن مجید کو چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ (صحیح مسلم)

لہٰذا قرآن مجید تاریکی سے نور، گمراہی سے ہدایت اور زوال سے عروج کی طرف لے جانے والی کتاب ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ کا عامل مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اِن دنوں بطور نائب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس کو مقرر کیا تو حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے کہ ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسا جانشین کیوں مقرر کیا (جو پہلے ایک غلام تھا) تو نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: وہ کتاب اللہ کو پڑھنے والا اور فرائض کا عالم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حق فرمایا تھا کہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کو بلندی عطا کرے گی۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان اس کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے ان کو عروج ملا۔ فارس و روم اور مشرق و مغرب ان کے زیرِ نگیں ہوئے۔ بقول اقبال

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

سوال 3: اسماء الحسنیٰ بمعہ ترجمہ لکھیں۔ (کوئی سے بیس)

جواب:

اسماء الحسنیٰ

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

الاسماءُ الحُسنٰی			
الرَّحْمٰنُ	نہایت مہربان	الخَالِقُ	پیدا کرنے والا
الرَّحِيْمُ	ہمیشہ رحم فرمانے والا	البَارِئُ	عدم سے وجود میں لانے والا
المَلِكُ	بادشاہ	المُصَوِّرُ	شکل وصورت عطا کرنے والا
القُدُّوْسُ	ہر عیب سے پاک	الغَفَّارُ	بہت بخشنے والا
السَّلَامُ	سلامتی دینے والا	القَهَّارُ	سب پر غالب
المُؤْمِنُ	امان بخشنے والا	الوَهَّابُ	بہت عطا فرمانے والا
المُهَيْمِنُ	حفاظت فرمانے والا	الرَّزَّاقُ	بہت رزق دینے والا
العَزِيْزُ	عزت اور غلبے والا	الفَتَّاحُ	بڑا مشکل کشا
الجَبَّارُ	بہت زبردست	العَلِيْمُ	بہت جاننے والا
المُتَكَبِّرُ	بہت بڑائی والا	القَابِضُ	روزی تنگ کرنے والا
الرَّءُوْفُ	نہایت مہربان	مالِكُ المُلك	سب سلطنت اور حکمرانی کا مالک
ذو الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ	عظمت اور بزرگی والا	المُقسِط	حلال وانصاف کرنے والا
الجَامِعُ	جمع کرنے والا	الغَنِي	بے پرواہ / بے نیاز
المُغْنِي	بے نیاز کر دینے والا	المَانِعُ	روکنے والا
الضار	نقصان کا مالک	النَّافِعُ	نفع کا مالک، نفع عطا فرمانے والا
النُّورُ	نور	الهَادِي	ہدایت دینے والا
البديع	بے مثال موجد عدم سے وجود میں لانے والا	الباقي	ہمیشہ رہنے والا
الوارث	وارث ومالک	الرَّشِيْدُ	نیکی اور راستی کرنے والا
الصبور	بہت زیادہ مہلت دینے والا	السَّمِيْعُ	بہت زیادہ سننے والا

البَصِيرُ	سب کچھ دیکھنے والا	الحَکِيمُ	حکمت و تدبر والا

مختصر سوالات

سوال1: حدیث سے کیا مراد ہے؟

جواب:

حدیث

حدیث کے لفظی معنٰی بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی طرف ہو، حدیث کہلاتا ہے، یعنی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ کی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ موجودگی میں کیا گیا اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

سوال2: حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے عمدہ اخلاق والا کسے قرار دیا ہے؟

جواب:

عمدہ اخلاق والا

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمایا:

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔

ترجمہ: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

(مسند احمد:9153)

سوال3: حدیث کی اہمیت سے متعلق قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب:

حدیث کی اہمیت

حدیث نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی اہمیت و فضیلت کے متعلق اللہ تعالٰی قرآن مجید ارشاد فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولُ اللہ (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

(سُوْرَۃ محمد: 33)

سوال4: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے غلط فتویٰ دینے کی کس طرح مذمت فرمائی؟

جواب:

غلط فتویٰ کی مذمت

نبی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے غلط فتویٰ دینے کے متعلق ارشاد فرمایا:

مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيْهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ

ترجمہ: جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

(سنن ابی داود:3657)

سوال5: رزقِ حلال سے متعلق حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب:

حدیث کی اہمیت

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے رزقِ حلال کے متعلق فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چناں چہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو، جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

(سنن ابنِ ماجہ:2144)

سوال6: نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے غلاموں کے متعلق کیا تاکید فرمائی؟

جواب:

غلاموں سے حسنِ سلوک

نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے غلاموں کے حقوق کے متعلق ارشاد فرمایا:

إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ، مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ

ترجمہ: تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت رکھا ہے، چناں چہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان کی طقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

(صحیح بخاری:2545)

سوال7: آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے کن گناہوں کو کبیرہ گناہ قرار دیا؟

جواب: **کبیرہ گناہ**

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ، قَالَ: "اَلشِّرْكُ بِاللهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ"

ترجمہ: رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

(صحیح مسلم:88)

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ کوئی ایسا کام جو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کے سامنے کیا گیا:
(A) صفت (B) قول (C) تقریر (D) عمل

2۔ قرآنِ مجید کی توضیح و تشریح کا پہلا عملی ماخذ ہے:
(A) حدیثِ نبوی (B) عمل اہل بیت (C) عمل صحابہ کرام (D) عمل تابعین

3۔ حدیث مبارکہ کے مطابق رزق میں وسعت ہوتی ہے:
(A) سیر و سیاحت سے (B) صلہ رحمی سے (C) تجارت سے (D) علم حاصل کرنے سے

4۔ غلط مشورہ دینے کو قرار دیا گیا ہے:
(A) خیانت (B) گناہ (C) جھوٹ (D) خود غرضی

5۔ گناہِ کبیرہ میں سے ہے:
(A) بخل (B) والدین کی نافرمانی (C) فضول خرچی (D) اونچا بولنا

6۔ وہ قول اور عمل جس کے نسبت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ کی طرف ہو کہلاتا ہے:
(A) حدیث (B) سنت (C) فرض (D) واجب

7۔ مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو بہترین ہے:
(A) مال میں (B) اخلاق میں (C) عمل میں (D) علم میں

8۔ نبی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو رحم نہیں کرتا:

(A) چھوٹوں پر (B) غلاموں پر (C) عورتوں پر (D) بزرگوں پر

9۔ جس شخص کو کسی نے __________ کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

(A) ایمان (B) علم (C) وضو (D) روزے

10۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور __________ حرام ہے۔

(A) اولاد (B) عزت (C) گھر (D) والدین

11۔ الرحیم کے معنی ہیں:

(A) نہایت مہربان (B) ہمیشہ رحم فرمانے والا (C) امان بخشنے والا (D) بہت عطا فرمانے والا

12۔ الوہاب کے معنی ہیں:

(A) نہایت مہربان (B) ہمیشہ رحم فرمانے والا (C) امان بخشنے والا (D) بہت عطا فرمانے والا

13۔ الرحمن کے معنی ہیں:

(A) نہایت مہربان (B) ہمیشہ رحم فرمانے والا (C) امان بخشنے والا (D) بہت عطا فرمانے والا

14۔ المؤمن کے معنی ہیں:

(A) نہایت مہربان (B) ہمیشہ رحم فرمانے والا (C) امان بخشنے والا (D) بہت عطا فرمانے والا

15۔ العلیم کے معنی ہیں:

(A) بہت جاننے والا (B) روزی تنگ کرنے والا (C) حفاظت فرمانے والا (D) عدم سے وجود میں لانے والا

16۔ الباری کے معنی ہیں:

(A) بہت جاننے والا (B) روزی تنگ کرنے والا (C) حفاظت فرمانے والا (D) عدم سے وجود میں لانے والا

17۔ القابض کے معنی ہیں:

(A) بہت جاننے والا (B) روزی تنگ کرنے والا (C) حفاظت فرمانے والا (D) عدم سے وجود میں لانے والا

18۔ المھیمن کے معنی ہیں:

(A) بہت جاننے والا (B) روزی تنگ کرنے والا (C) حفاظت فرمانے والا (D) عدم سے وجود میں لانے والا

19۔ العزیز کے معنی ہیں:

(A) عزت اور غلبے والا (B) ہر عیب سے پاک (C) بادشاہ (D) سلامتی دینے والا

20۔ القدوس کے معنی ہیں:

(A) عزت اور غلبے والا (B) ہر عیب سے پاک (C) بادشاہ (D) سلامتی دینے والا

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
D	B	A	B	A	B	A	B	A	C
20	19	18	17	16	15	14	13	12	11
B	A	C	B	D	A	C	A	D	B

سرگرمیاں:

- طلبہ اپنی ذات کا جائزہ لیں کہ وہ دی گئی احادیث مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن ہدایات پر عمل کرتے ہیں؟ فہرست تیار کریں۔